جناب عباد اللہ فاروقی ایڈووکیٹ

امیر معاویہؓ

معاویہؓ نام، ابو عبدالرحمٰن کنیت۔ والد کا نام ابو سفیانؓ تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حسب ذیل ہے:-

"معاویہؓ ابن ابی سفیانؓ بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی قرشی اموی"

والدہ کا نام ہندہ تھا۔ ننہالی شجرۂ نسب حسب ذیل ہے:-

"ہندہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی قرشی اموی"

اس طرح معاویہ رضی اللہ عنہ کا شجرہ پانچویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ آپ مکہ میں ہجرت نبوی سے ۱۵ سال قبل پیدا ہوئے۔

خاندان بنو امیہ دور جاہلیت سے قریش میں باعزت اور ممتاز مانا جاتا تھا۔ امیر معاویہؓ کے والد ابو سفیان ابتداءً اسلام کے سخت دشمن تھے۔ کوئی تحریک اسلام کے خلاف ایسی نہ تھی جس میں ان کا ہاتھ نہ ہو۔ معاویہؓ حدیبیہ کے دن مسلمان ہوئے۔ فتح مکہ کے دن حضرت ابو سفیان اور ان کی زوجہ ہندہ نے اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے حضرت معاویہؓ کو مسلمانوں سے کوئی خاص عناد نہ تھا۔ مشرکین عرب سے بڑے بڑے غزوات ہوئے۔ لیکن کسی ایک میں بھی معاویہؓ کی حریفانہ شرکت کا پتہ نہیں چلتا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ غزوات حنین اور طائف میں شریک ہوئے۔

چونکہ امیر معاویہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری عمر میں اسلام لائے تھے۔ اس لیے آپ کو حیات رسولؐ میں کارہائے نمایاں کا موقعہ نہ مل سکا۔ آپ کی خدمات اسلامی کی ابتدا حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت سے ہے۔ جب شام پر لشکر کشی ہوئی اور حضرت ابو عبیدہؓ سپہ سالارِ فوج نے عمرؓو بن العاص

کو ساحلی علاقہ پر مامور کیا تو ان کے مقابلہ میں رومیوں کی زبردست فوجیں جمع ہوئیں اور مزید کمک قسطنطنیہ سے بھی آئی۔ تو عمرو بن العاص نے حضرت ابوعبیدہؓ سے مزید اعانت طلب کی۔ اس وقت حضرت ابوعبیدہؓ نے امیر معاویہؓ کے بھائی یزید ابن ابی سفیانؓ کو ایک جماعت دے کر روانہ کیا جس کے مقدمۃ الجیش کے کمانڈر حضرت معاویہؓ تھے۔ اس جنگ میں آپ نے کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔

دمشق کی تسخیر کے بعد جب یزید عرفہ، صدا اور بیروت وغیرہ کے ساحلی علاقہ کی طرف بڑھے تو حضرت معاویہؓ اس وقت مقدمۃ الجیش کی رہبری کر رہے تھے۔ عرفہ ان ہی کی کوششوں سے فتح ہوا۔ اس کے بعد جب حضرت عمرؓ کے دور میں رومیوں نے حملہ کر کے شام کے اسلامی مقبوضات پر تسلط جمایا تو معاویہؓ ہی نے ان علاقوں کو دوبارہ فتح کیا۔ حضرت عمرؓ نے قیساریہ کی مہم امیر معاویہؓ کے سپرد کی۔ اس جنگ میں ۸۰ ہزار رومی قتل ہوئے اور میدان امیر معاویہؓ کے ہاتھ رہا۔ شام کی تمام معرکہ آرائیوں میں معاویہؓ ہیش پیش نظر آتے ہیں۔ ۱۸ھ میں یزید کا انتقال ہوا تو حضرت عمرؓ ان کی جگہ ان کے بھائی معاویہ کو گورنر مقرر کیا۔ اور ایک ہزار ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا۔ حضرت عمرؓ معاویہؓ کی بہت قدر کرتے تھے۔ ان کی تدبیر و سیاست، جوانمردگی اور عالی حوصلگی کی وجہ سے انہیں "کسرائے عرب" کہا کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں امیر معاویہؓ چار سال تک دمشق کے گورنر مقرر رہے۔ ۲۳ھ میں حضرت عثمانؓ مسند آرائے خلافت ہوئے تو انہوں نے امیر معاویہؓ کو پورے شام کا حاکم بنا دیا۔ اس زمانے میں انہوں نے رومیوں سے بڑے بڑے مقابلے کر کے فتوحات حاصل کیں۔

اس وقت تک مسلمان بڑی بڑی لڑائیاں لڑ چکے تھے مگر یہ سب خشکی کی لڑائیاں تھیں۔ اسلامی تاریخ میں بحری لڑائیوں کی ابتداء حضرت معاویہؓ نے کی اور اس میں اس قدر ترقی کی کہ اس دور کے بحری بیڑوں میں سب سے بہتر اور مضبوط بیڑا مسلمانوں ہی کا شمار ہوتا تھا۔ ۲۸ھ میں امیر معاویہؓ پہلی مرتبہ اسلامی بحری بیڑا لے کر بحرِ روم میں اترے اور قبرص فتح کیا۔ اس کے بعد امیر معاویہؓ نے افریقہ کی طرف قدم اٹھایا۔ افریقہ میں قیصرِ روم سے ایک خونریز جنگ ہوئی۔ میدان امیر معاویہ کے ہاتھ رہا۔ ابھی تاریخ اسلام کا زریں ستارہ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ درخشاں ہونے نہ پایا تھا کہ سبائی فتنوں کا آغاز ہوا اور امیر المومنین حضرت عثمانؓ بے دردی کے ساتھ شہید کر دیے گئے۔

ابن سباء نے جو ایک یہودی عالم تھا اسلام کا جامہ پہن کر وہ زبردست فتنہ جگایا جسے اسلام نے بمشکل

نیست و نابود کیا تھا۔ نسلی امتیازات اور خاندانی عداوتوں کو بیدار کرنے میں ابن سبا جیسے دوسرے مفسد بھی مجتمع ہو کر اس کے ساتھ مل گئے۔

ابتداء میں ابن سبا مدینہ کو اپنی مفسد کاریوں کا مرکز بنانا چاہتا تھا مگر چونکہ اس وقت مدینہ میں جلیل القدر صحابہ اور عظیم المرتبت مسلمانوں کا کافی عنصر موجود تھا۔ اس لیے وہاں تو وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ لیکن بصرہ، کوفہ دمشق اور قاہرہ جیسے مرکزی شہروں میں اس نے حضرت عثمانؓ کے مقابلہ حضرت علیؓ کو حقدارِ خلافت ٹھہرا کر بنی امیہ اور بنی ہاشم کی اس پرانی عصبیت اور عداوت کو زندہ کیا جو اسلامی تعلیم سے فنا ہو چکی تھی۔

بصرہ کے عراقی و ایرانی قبائل کے نو مسلموں میں اسے کامیابی ہوئی۔ اس کے بعد کوفہ اور دمشق پہنچا اور وہاں سے قاہرہ گیا۔ بصرہ کوفہ اور قاہرہ کے لوگوں نے مدینہ میں آکر حضرت عثمانؓ کو شہید کر ڈالا۔ حیرانگی ہے کہ اس وقت مدینہ سے کوئی شخص حضرت عثمانؓ کے بچاؤ کے لیے میدان میں نہ آیا۔ اس خونیں حادثہ کے بعد بنی امیہ نے خونِ عثمانؓ کا انتقام لینے کے لیے عہد کر لیا۔

حضرت عثمانؓ کے قاتل یا کم از کم وہ لوگ جن پر حضرت عثمان کے شہید کرنے کا قوی شبہ تھا، حضرت علیؓ کی لاعلمی میں ان کے ساتھ ہو گئے۔ دوسرے خلیفہ ہوتے ہی حضرت علیؓ نے بنی امیہ کے ایک ایک حاکم کو چن چن کر معزول کر دیا۔ اس سے خاندانِ امیہ کو یہ گمان ہوا کہ حضرت علیؓ اپنی خاندانی عداوتوں کو چکا رہے ہیں۔ خربتا میں ایک جماعت نے اسی بنا پر حضرت علیؓ کے حق میں بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ امیر معاویہؓ حضرت عثمانؓ کا خون آلود پیرہن اور حضرت نائلہ (ان کی زوجہ محترمہ) کی کٹی ہوئی انگلیاں منظرِ عام پر لائے جس سے تمام شام میں آگ لگ گئی۔

ابن خلدون لکھتے ہیں کہ:۔

> "جنگِ صفین کے موقعہ پر امیر معاویہؓ کی طرف سے ایک وفد زیرِ سرکردگی حبیب ابن سلمہؓ جناب علی المرتضیٰؓ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ اس نے حضرت علیؓ کی تقریر کے جواب میں عرض کیا:
>
> "کیا تم اس بات کی شہادت دیتے ہو یا نہیں کہ عثمانؓ ظلماً قتل کیے گئے اور وہ مظلوم تھے؟
>
> حضرت علیؓ جواب الجواب میں فرماتے ہیں کہ:۔
>
> "میں نہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ مظلوم تھے اور نہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ ظالم تھے۔"

ا۔ تاریخ اسلام ۔۔۔ ۴۲۳

ہمارے نزدیک حضرت علیؓ کا یہ جواب بر بنائے مصلحت تھا کیونکہ اگر وہ حضرت عثمانؓ کو مظلوم بتاتے تو وہ مفسد جنہوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا تھا وہ آپ کے در پئے آزار بن جاتے اور غالباً یہی وجہ تھی کہ آپ نے محمد بن ابی بکر کو قصاص میں طالبانِ قصاص کے حوالے نہ کیا اور بعد میں اس کو مصر کی گورنری سونپنے میں مجبور ہو گئے۔ اگر حالات سازگار ہوتے تو مطابق نص قرآنی وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطٰنًا حضرت علیؓ کو لازم تھا کہ محمد بن ابی بکر کو حوالہ امیر معاویہؓ کرتے جو حضرت عثمانؓ کے قریبی رشتہ دار تھے لیکن جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ مفسدین کی جماعت طاقت پکڑ چکی تھی۔ اس لیے حضرت علیؓ ان کی مرضی کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہ لا سکتے تھے۔

یہ قیاس کہ چونکہ محمد بن ابی بکر نے ایامِ طفلی ہی سے جناب علی المرتضیٰؓ کے گھر میں پرورش پائی تھی جو اموی ہاشمی رقابت کی آماجگاہ تھی [1] اس لیے ہاشمیوں کی حمایت میں وہ سبائی تحریک میں شامل ہوا، قرین قیاس نہیں، اس لیے کہ یہ امر طے شدہ ہے کہ جناب علی المرتضیٰؓ اور جناب حضرت عثمانؓ کے مابین کسی قسم کی خلفشار نہ تھی۔ محمد بن ابی بکر بلاشبہ سبائی تحریک میں شامل ہو چکا تھا۔ لیکن اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ جناب علیؓ نے اسے ایسا کرنے پر مجبور کیا یا کہا۔

غرض آخر کار جنگ صفین کا وہ ہولناک منظر سامنے آیا جس سے ہزاروں بچے یتیم اور ہزاروں عورتیں بیوہ ہو گئیں اور مسلمانوں کی ۳۵ سالہ قوت آپس میں ٹکرا کر پاش پاش ہو گئی۔

مفسدین کی اس جماعت نے جو ابنِ سبا کے نقش قدم پر چل رہی تھی۔ حضرت علی کی جماعت میں شریک رہ کر انہیں نہ تو عثمانؓ کے قصاص لینے کا موقع دیا نہ دیگر امورِ مملکت میں کوئی خاص نظام قائم ہونے دیا۔

جنگ صفین میں حضرت علیؓ کو التواءِ جنگ کے لیے مجبور کیا اور پھر خود ہی حضرت علیؓ پر التواءِ جنگ کا الزام لگا کر لوگوں کو مخالف کیا پھر یہی جماعت حضرت علیؓ کے مقابلہ میں آئی اور آپ کو شہید کر ڈالا۔ یہی جماعت تھی جس نے حضرت امام حسنؓ کے لشکر میں بدنظمی اور ہنگامہ برپا کر دیا تھا جس کی تفصیل یوں

---

[1] حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں "زبیر و جمعے از بنی ہاشم در خانہ حضرت فاطمہؓ جمع شدہ در باب نقض خلافت مشورہ بکارے بردند" (ازالۃ الخفاء)

ہے کہ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد امام حسنؓ خلیفہ منتخب ہوئے تھے۔ امیر معاویہؓ کی فوج نے جب عراق پر حملہ کیا تو امام حسنؓ قیس نامی جرنیل کو مقابلہ کے لیے بھیجا۔ لیکن فوج میں غدار عنصر موجود تھا انہوں نے شورش برپا کر دی اور حضرت امام حسنؓ ناچار واپس کوفہ میں آگئے اور خلافت سے بحق امیر معاویہ دستبردار ہوگئے۔

حضرت امام حسنؓ کی دستبرداری سے امیر معاویہ تمام عالم اسلامی کے مسلمہ خلیفہ ہوگئے۔ لیکن خارجیوں کی جا بجا شورشیں شروع ہوگئیں جن کو فرو کرنے کے بعد جدید فتوحات کا دروازہ کھل گیا ۴۱ھ میں بلخ بازعینس، ہرات اور بوشیخ میں فتوحات حاصل کیں اور بلخ کے قدیم ترین آتش کدے کو مسمار کیا ۴۳ھ میں کابل میں بغاوت ہوگئی۔ عبدالرحمٰن سمرہ اسے فرو کرنے کے لیے مقرر ہوئے اور کابل کو مسخر کیا ۴۷ھ میں غور کے باشندوں نے مرتد ہو کر بغاوت کی اس بغاوت کو حکم ابن عمرو غفاری نے مٹایا۔

کابل کی بغاوت فرو کرنے کے بعد مسلمانوں نے بست کو فتح کیا۔ اس کے بعد رزاں کو اور طخارستان کو مطیع کیا۔ اس کے بعد غزنی کو فتح کیا۔ اس طرح سجستان سے لے کر غزنہ تک کا پورا علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔

امیر معاویہؓ کے زمانہ میں سمرقند، قندھار اور سندھ مکران وغیرہ فتح ہوئے۔ علاوہ ازیں روم کے بہت سے علاقے مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔

امیر معاویہؓ چاہتے تھے کہ بحرِ روم کے تمام جزائر پر قبضہ کر کے اس حصہ کو جو اناطولیہ شام اور مصر سے گھرا ہوا ہے محفوظ کر دیا جائے تاکہ افریقہ اور ایشیا کے وہ مقبوضات جو بحرِ روم کے ساحلی علاقوں پر ہیں۔ رومیوں کے دستبرد سے بچے رہیں۔ چنانچہ اسی دوران میں ایک اسلامی بحری بیڑہ بحر روم کی موجوں سے کھیلتا ہوا باسفورس میں داخل ہوا۔ قسطنطنیہ روم کا بڑا مرکز تھا۔ اس لیے انہوں نے پورا مقابلہ کیا۔ حضرت ابو ایوب نے اسی مہم میں وفات پائی اور آپ کی قبر قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے بنائی گئی۔

امیر معاویہؓ کے زمانہ میں کوئی سال ایسا نہ گیا جس میں رومیوں سے جنگ نہ ہوئی ہو۔ بحر روم کے متعدد جزیرے اسلام کے زیرنگیں ہو چکے تھے۔ ۵۳ھ میں روڈس فتح ہوا۔ ۵۴ھ میں جزیرہ ارواڈ کو جو قسطنطنیہ کے قریب ہے فتح کر کے امیر معاویہؓ نے مسلمانوں کی نوآبادی قائم کی۔ اسی زمانہ میں صقلیہ پر بھی حملہ ہوا لیکن فتح نہ ہو سکا۔ عباسیوں نے اسے فتح کیا۔

امورِ مملکت

حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ حکومت سے تاریخ اسلام کا ایک نیا باب شروع ہوتا ہے۔ خلافت کے جمہوری طریقہ انتخاب کے بجائے شخصی ملوکیت کا نظام قائم ہوا۔ اور اس سلسلہ میں امیر معاویہؓ سب سے پہلے اسلامی فرمانروا ہیں۔ آپ کے بعد ایک طویل مدت تک آپ کے خاندان بنی امیہ نے حکمرانی کی جس میں اسلام کی خدمات اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے روشن آثار نظر آتے ہیں۔ بنو امیہ کی حکومت اسلامی طریقہ انتخاب سے مختلف تھی۔

آپ کے زمانہ میں سلطنت اسلامیہ مختلف صوبوں میں تقسیم تھی اور ہر صوبہ کا ایک علیحدہ گورنر ہوتا تھا اور بعض بڑے صوبے ایسے بھی تھے جن کے ماتحت دیگر چھوٹے صوبے بھی قائم تھے۔ مثلاً خراسان و افریقہ کے ماتحت کچھ حصہ ترکستان کابل اور سندھ کا علاقہ تھا۔ افریقہ میں ٹیونس مراکش اور الجزائر وغیرہ شامل تھے ان بڑے صوبوں پر ایک گورنر جنرل ہوتا تھا جو اپنے ماتحت گورنر خود منتخب کرتا تھا۔ آپ عہدہ داروں کے انتخاب میں بے حد احتیاط برتتے تھے۔ حاجب کا عہدہ جسے خود امیر معاویہ نے رائج کیا اور آپ سے پہلے خلافت راشدہ میں نہیں تھا۔ ذہین اور فہیم آدمی کے لیے تھا۔

آپ نے شام میں متعدد قلعے بنوائے اور بعض قلعے آباد کیے۔ ساحلِ شام پر رومیوں کا ایک قلعہ جبلہ شام کی فتح کے زمانہ میں ویران ہو گیا تھا۔ امیر معاویہؓ نے اس کو دوبارہ آباد کیا۔

خل نامی ایک قلعہ خاص مدینہ کے لوگوں کے لیے مدینہ میں بنوایا۔ آپ کے زمانہ میں پولیس کے محکمہ کو بہت وسعت ہوئی۔ صرف کوفہ میں چار ہزار پولیس متعین تھی۔ آپ کے زمانہ تک سرکاری خبر رسانی کا کوئی معتبر ذریعہ نہیں تھا۔ سب سے پہلے اس کو جاری کیا۔

جہاز سازی کے کارخانے بھی امیر معاویہؓ نے قائم کیے سب سے پہلا کارخانہ ۵۴ھ میں مصر میں قائم ہوا تھا رفتہ رفتہ تمام ساحلی علاقوں میں کارخانے قائم ہو گئے۔

زراعتی ترقی اور ملکی خوشحالی کو مدنظر رکھ کر آپ نے تمام ملک میں جا بجا نہروں کا جال بچھا دیا اور بے شمار تالاب بنوائے۔ بے شمار شہر بسائے۔ امیر معاویہؓ نے جس قدر شہر بسائے ان سب میں تاریخی اعتبار سے باعظمت اور نامور شہر قیروان ہے۔ علاوہ ازیں مرعش شام کا قدیم اجڑا ہوا شہر تھا جسے حضرت معاویہؓ نے آباد کیا۔ ان کے علاوہ اکثر نو آبادیات بھی قائم کیں ۴۲ھ میں انطاکیہ میں ایک نو آبادی بسائی

۵۳ھ میں روڈس میں ۵۴ھ میں ارواڈ میں آپ کے زمانہ میں بکثرت نئی مساجد تعمیر ہوئیں۔ قبرص فتح ہوا تو یہاں مسلمانوں کی نئی آبادی کے ساتھ بہت سی مساجد وجود میں آئیں۔ بصرہ میں ایک مسجد کابلی طرزِ تعمیر کی بنوائی گئی۔ قیروان میں ایک وسیع مسجد وجود میں آئی۔ مصر کی مسجدوں میں مینارہ نہ تھے۔ یہ سب امیر معاویہؓ کے زمانہ میں لگائے گئے۔

امیر معاویہؓ نے خانہ کعبہ پر دیبا کا غلاف چڑھایا اور وہاں خدام مقرر کیے۔ امیر معاویہ روزانہ مسجد میں بیٹھتے۔ جہاں عام باریابی ہو سکتی تھی۔ وہ ہر غریب اور کمزور کی فریاد سن کر دادرسی کرتے تھے۔

حضرت امیر معاویہؓ پر ایک زبردست الزام یہ ہے کہ آپ نے یزید کو اپنا ولی عہد بنا کر بدعت کو رواج دیا۔ اسلامی نقطہ نظر سے یقیناً یہ ایک نامناسب بات تھی۔

امیر معاویہؓ کا غیر مسلموں کے ساتھ نہایت ہی شریفانہ سلوک رہا۔ آپ کو شام میں جو اقتدار حاصل تھا تاریخ ان کی شاہد ہے۔ یہ وہ مقام تھا جہاں بکثرت یہودی اور عیسائی آباد تھے۔ آپ ان سب کے جذبات کا احترام کرتے تھے۔ ذمیوں کے حقوق کا بھی بے حد احترام فرماتے تھے۔

غرض! امیر معاویہؓ انتہائی متحمل بردبار فیاض، خلیق، غریبوں کے حامی، مساوات کے عامل، سیاسیات کے ماہر۔ نظم و تدبر میں یکتا۔ امانتِ رسول کے شیدائی اور اسلام کے بہادر اور جری سپاہی تھے۔

آپ کا قد بلند۔ رنگ سفید اور آنکھیں لمبی اور خوب صورت تھیں۔ آپ کی متعدد بیویاں تھیں۔ میسون بنت بحدل۔ ان کے بطن سے یزید اور ایک بچی امۃ رب المشارق تھی۔ دوسری بیوی فاختہ بنت قرظہ تھیں۔ جن کے بطن سے عبدالرحمٰن اور عبداللہ دو فرزند تھے۔ ایک بیوی آپ کی کنوہ تھیں جو لاولد تھیں۔ ایک بیوی نائلہ کو آپ نے طلاق دے دی تھی۔

(وفات) ۵۹ھ میں جب امیر معاویہؓ کی عمر ۸۰ برس کی تھی تو آپ بیمار ہو گئے۔ آخر رجب ۶۰ھ؛ بمطابق اپریل ۶۸۰ء میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ضحاک نے نماز جنازہ پڑھائی اور امیر معاویہؓ دمشق کی زمین میں روپوش کر دیے گئے۔ آپ نے ۱۹ برس تین ماہ حکومت کی۔

کتابیات:۔ تاریخ ابن خلدون، تاریخ ابن ہشام، تاریخ طبری، تاریخ اسلام شاہ اکبر نجیب آبادی، ابن اثیر، بخاری، خضری، تطہیر الجنان، تاریخ اسلام (امیر علی)، تاریخ الخلفاء (سیوطی)، سیر صحابہ